سو سال پہلے لیکھرام عبرت کا نشان بنا تھا اور آج سو سال کے بعد میں پھر آپ کو دعا کی طرف متوجہ کر رہا ہوں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/جنوری 1997ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۖ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۖ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ (البقرة:186، 187)

پھر فرمایا:

یہ وہ آیات ہیں جن کی رمضان کے تعلق میں رمضان کے آغاز پہ بارہا تلاوت کی گئی ہے اور مضمون کو ان کے حوالے سے بیان کیا گیا۔ آج پھر ایک ایسا جمعہ ہے جو رمضان سے متصل ہے یعنی آج جمعہ ہے تو کل رمضان شروع ہوگا اور یہی وہ آیات ہیں جن کے حوالے سے میں خاص طور پر اس کے آخری حصے کے تعلق میں جماعت کو یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں۔

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ کا وعدہ رمضان کے تعلق میں بطور خاص مسلمانوں کو عطا کیا گیا ہے کہ جب بھی میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں۔ سَاَلَكَ تجھ سے سوال کریں یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ تو میں تو قریب ہوں۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعوت کا جواب دیتا ہوں۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ چاہئے کہ وہ بھی میری باتوں کا اثبات میں جواب دیا کریں۔ بعض دفعہ جو آغاز کی شرط ہے وہ بعد میں بیان کی جاتی ہے، نتیجے کو ملا دیا جاتا ہے یعنی دونوں کا ایک دوسرے سے لازم ملزوم کا تعلق ہے۔ میں تو جواب دیتا ہوں اور دیتا رہوں گا مگر تم بھی تو جواب دیا کرو اگر اس جواب کے مستحق ہونا چاہتے ہو۔ یعنی جو تعلیمات میں نے عطا فرمائی ہیں ان پر عمل کرو۔ جو راہ میں نے دکھائی ہے اس پر چلو تو پھر تم اس بات کے مستحق ٹھہرو گے کہ جب تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں اور یہ تو میں کرتا ہوں اور ہمیشہ سے کرتا آیا ہوں، یعنی یہ مضمون ہے۔

اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ یہاں لفظ عباد میں اس مضمون کی چابی ہے۔ ورنہ لاکھوں کروڑوں ہیں جو پکارتے ہیں اور بظاہر قرآن کریم پر عمل کرنے والے بھی ہیں مگر ان کو خدا کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا۔ تو عِبَادِىْ فرمایا ہے جس کا بطور خاص یہاں یہ معنی ہے کہ میں ان کا جواب دیتا ہوں جو واقعۃً میرے بندے بن چکے ہوں اور غیر اللہ کا ہر طرح سے انکار کر چکے ہوں۔ میں ان بندوں کی بات کا جواب دیتا ہوں جو میری تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اور جب میں بلاتا ہوں وہ ہاں، لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو جایا کرتے ہیں۔ پس یہ آیت پہچان ہے ہماری عبادت کی۔ ہم عباد اللہ میں شمار ہوئے ہیں کہ نہیں ہوئے۔ پس اگر جماعت احمدیہ میں کثرت سے ایسے موجود ہیں کہ جو عبادت کی اس شرط پر پورے اترنے والے ہیں جن کی دعاؤں کے جواب میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ہاں میں حاضر ہوں جس طرح تم میرے حضور حاضر رہتے ہو، تمہاری التجاؤں کو قبول کرنے کے لئے میں حاضر ہوں، قریب کا مطلب یہی ہے کہ میں تو پاس ہی ہوں کہیں دور نہیں ہوں۔ اگر یہ سلوک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو خوش خبری ہے ان لوگوں کے لئے کہ وہ عباد اللہ میں داخل ہوں کیونکہ عباد اللہ کی یہ تعریف ہے جو اس آیت میں فرمائی گئی ہے۔

وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ اور مجھ پر ایمان لائیں حالانکہ ایمان لانا عباد کہلانے

سے پہلے کا مضمون ہے اسے سب سے آخر پر رکھا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جو بندہ جس کی بات کا جواب نہیں ملتا اس کا ایمان بھی سرسری سا اور محض دور کا ایمان ہے، سنا سنایا ایمان ہے لیکن جس کو گھر سے جواب آجائے اس کا ایمان غیر معمولی ترقی کرتا ہے۔وہ جانتا ہے کہ اندر کوئی ہے۔پس وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے تم ایمان نہیں لاتے پھر میرے عباد میں داخل ہو۔مراد یہ ہے ایمان لاتے ہو، عباد میں داخل ہو، ایسے عباد میں داخل ہو کہ جن کی پکار کا میں جواب دیتا ہوں۔پس چاہئے کہ وہ پہلے سے بڑھ کر، اس مضمون میں یہ بات ملے گی کہ، پہلے سے بڑھ کر میری باتوں پر لبیک کہا کرے اور میرے پر وہ ایمان لائے جو ایمان حقہ ہے۔ایسا ایمان ہے جیسے سورج چڑھ جائے تو اس پر کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔تو جب میں جواب دوں تو تمہارے ایمان میں ترقی ہونی چاہئے اور پھر تم ہدایت کے رستے پر چل پڑو گے جو اصل، حقیقی، دائمی ہدایت کا رستہ ہے۔

پس اس رمضان میں بھی ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس آیت کے مصداق بنیں اور واقعۃً خدا تعالیٰ رمضان گزرنے سے پہلے پہلے ہمیں اپنے عباد میں شمار کرلے اور اس کے نشانات ہم پر ظاہر فرمائے، ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے اور اس طرح قبول فرمائے جیسے کسی انسان کو بلایا جائے تو وہ جواب دیتا ہے تو کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔اور پھر ہمارا ایمان اور رنگ میں آگے بڑھے اور پھر ہمیں ہدایت کی نئی نئی راہیں نصیب ہوں۔یہ وہ دعائیں ہیں جن کے ساتھ ہمیں اس رمضان مبارک میں داخل ہونا ہے۔

یہ رمضان کئی پہلوؤں سے بابرکت ہے اور معلوم ہوتا ہے خاص نشان لے کر آنے والا رمضان ہے۔چونکہ آج رمضان کا پہلا دن طلوع ہونے والا ہے اور مہینے کی تاریخ کے لحاظ سے دسویں تاریخ اور جمعہ کا دن ہے اور یہ وہ جمعہ ہے جو Friday the 10th ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کشفی طور پر دکھایا تھا کہ بار بار جماعت کی تائید میں خوشخبریوں کا نشان ظاہر ہوا کرے گا، تو آج Friday the 10th رمضان کے ساتھ جڑا ہوا ابھرا ہے اور اس پہلو سے مجھے اس رمضان کے غیر معمولی طور پر مبارک ہونے کے لحاظ سے کوئی بھی شک نہیں۔

مگر ایک اور مزید تائیدی بات یہ ظاہر ہوئی کہ مجھے ربوہ سے ناظر صاحب اصلاح وارشاد نے لکھا کہ یہ مولوی لوگ ان سب باتوں کے متعلق جن کے متعلق آپ مباہلے میں حلفیہ انکار کر چکے

ہیں کہ جماعت پر یہ جھوٹے الزامات ہیں پھر دوبارہ شور ڈالنا شروع کر چکے ہیں اور جانتے بوجھتے کہ جماعت کی طرف سے اس پر لعنۃاللّٰہ علی الکاذبین دعا بار بار دہرائی گئی ہے، پھر بھی کوئی حیا نہیں کر رہے۔ اور اب ایک وزیر کے بہانے جو احمدی ہے مہم شروع کی ہے۔ اس میں ان اعتراضات کا، سب کا نہیں تو بہتوں کا اعادہ کیا گیا ہے جن کے متعلق جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ نے اعلان کیا تھا، مباہلے کا چیلنج دیا تھا اور اس مباہلے کی صداقت کا نشان بنا کر ضیاء الحق کو خدا تعالیٰ نے ایسا نیست و نابود کیا کہ اس کے وجود کا کوئی ذرہ بھی ان کے ہاتھ نہ آیا، صرف ایک ڈینچر تھا جو مصنوعی تھا۔ یعنی جو اس مرنے والے کی پہچان تھی وہ مصنوعی دانت تھے اس کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ، اس کا نشان تک نہیں ملا۔ وہاں کی خاک اکٹھی کر کے ایک جگہ بھر دی گئی اور اس خاک میں اس یہودی ایمبیسیڈر کی خاک بھی شامل تھی اس لئے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس کس کی خاک کا پتلا بنایا گیا ہے جسے ضیاء کہا جاتا ہے اب اور جو نشان ہے وہ صرف مصنوعی دانت ہیں اس کے متعلق ذرہ بھی کسی کو شک نہیں۔ پس یہ نشان خدا نے بڑی شان سے ظاہر فرمایا۔ اور یہ ظالم لوگ باز ہی نہیں آ رہے۔ اسی طرح مسلسل بے حیائیوں میں آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ وہی ظالمانہ تحریکات ہیں جو پہلے اٹھتی رہیں۔ جن کو روکا گیا جن کے مؤثر، مدلل جوابات دیئے گئے مگر جب حیا اٹھ جائے تو پھر انسان جو چاہے کرتا پھرے۔ اس قوم سے حیا اٹھ گئی ہے یہاں تک وہ دعوے پھر کرتے چلے جاتے ہیں کہ تمام دنیا کے علماء ان کو مرتد اور کفار، دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہیں اور یہ تسلیم نہیں کرتے۔ تم لوگوں کے خلاف بھی تو باقی سب مسلمان فرقوں کے یہی دعاوی رہے ہیں تو تم بھی تسلیم کر لو پھر۔ لیکن تم کر بھی لو گے تو ہم پھر بھی نہیں کریں گے کیونکہ اس بکواس کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم واقعۃً خدا کی توحید کے منکر ہو جائیں۔ ان الزامات کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم واقعتاً آنحضرت ﷺ کی خاتمیت کا انکار کر دیں۔ ان الزامات کا مطلب یہ ہے کہ واقعۃً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہمسر یا ان سے بڑھ کر سمجھنے لگ جائیں۔

تو جو کچھ تمہارے بس میں ہے کرو۔ پہلے بھی میں نے یہی کہا تھا۔ آج بھی یہی کہتا ہوں اور یہی بات دہراتا رہوں گا۔ جو کچھ کرنا ہے کرو۔ تم اپنے پیادے بڑھا لاؤ، اپنے سوار نکال لاؤ، چڑھا دو ہم پر اپنی دشمنی کی فوجیں۔ جس طرف سے آسکتے ہو آؤ لیکن ان باتوں سے احمدیت ٹل نہیں سکتی کیونکہ

احمدیت کا وجود ہے یہ اور وہ ہے کلمہ توحید کی گواہی۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت اور عبدیت کی گواہی اور یہ گواہی کہ آپؐ خاتم الانبیاءؑ ہیں اور کوئی نہیں جو کبھی دنیا میں آپؐ کی شان کا ہمسر پیدا ہوا۔ نہ آئندہ کبھی ہوگا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خمیر آپؐ کی محبت سے اٹھا ہے، آپؐ کے عشق سے اٹھا ہے، آپؐ کی کامل غلامی سے اٹھا ہے، آپؐ پر فدا ہو جانے کے ساتھ اٹھا ہے وہ خمیر۔ تو ان باتوں سے تم ہمیں اپنی گندہ ذہنی سے کیسے روک سکتے ہو۔ نہ روک سکتے ہو۔ نہ کبھی روک سکو گے۔

یہ حوالے کہ پاکستان کی کانسٹی ٹیوشن یہ کہتی ہے اس پر ایمان لے آئیں، کیسی احمقانہ بات ہے کہ پاکستان کی کانسٹی ٹیوشن کا آئے دن تم انکار کرتے پھرتے ہو۔ جب کوئی حوالہ ملتا ہے اسی کانسٹی ٹیوشن نے ہمیں آزادی ضمیر کا حق جو دیا ہے وہ تم کیوں نہیں مانتے۔ اس لئے جہالت کی حد ہے۔ ایک قوم جب فیصلے کرتی ہے ان کی مرضی کے خلاف ہو تو کہتے ہیں ہم دھرنا دیں گے، ہم سڑکوں پہ بیٹھ جائیں گے، ہم کسی قیمت پہ نہیں مانیں گے اور اس کے باوجود ہمارا حق ہے کہ ہم میں جج بھی بنائے جائیں، ہم میں وزیر بھی بنائے جائیں۔ ہم میں ہر عہدے کے لوگ چاہے اہل ہوں یا نہ ہوں، منتخب کر لئے جائیں اور احمدیوں پر یہ الزام کہ چونکہ کانسٹی ٹیوشن کو نہیں مان رہے اس لئے ان کو کانسٹی ٹیوشن کے لحاظ سے کوئی ذمہ داری بھی سونپنی نہیں چاہئے۔ کون سی کانسٹی ٹیوشن ہے جس کی تم بات کرتے ہو۔ خدا کی کانسٹی ٹیوشن کے مقابل پر ساری دنیا کی کانسٹی ٹیوشنز بھی کچھ کہیں ہم پاؤں کی ٹھوکر سے اس کو رد کر دیں گے۔

تمہاری کانسٹی ٹیوشن ہمیں یہ منوانا چاہتی ہے کہ نعوذ باللہ، رسول اللہ ﷺ جھوٹے ہیں۔ کوئی حیا کرو۔ تقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا اور اس کی حفاظت کے لئے تم کھڑے ہوئے ہو۔ ایسے مکروہ لوگ جن کے نزدیک تقدس کا یہ تصور ہے کہ جب تک کوئی محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار نہیں کرے گا ہم اسے سینے سے نہیں لگائیں گے۔ ہم ایسے سینے پہ تھوکتے بھی نہیں۔ کیسی خبیثانہ حرکت ہے اور اسے یہ مولویت کا نام دے رہے ہیں کہ ہم مولانا ہیں۔ ہمیں دین کا علم ہے اس لئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ جب تک احمدی کانسٹی ٹیوشن کے فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے اس وقت تک ہم اس مہم کو نہیں چھوڑیں گے اور اس وقت تک کسی احمدی کو پاکستان میں زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔

ہم تو اس خدا کی بات کا جواب دیں گے جس نے کہا کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي جو ہماری بات

کا جواب دیتا ہے۔تم ہوتے کون ہو،تمہاری حیثیت کیا ہے؟ تم تو ذلتوں کی مار بننے والے ہو۔عبرت کا نشان بننے والے ہواوراس تقدیر کو تم ٹال نہیں سکتے کبھی ۔ یہ میرا چیلنج ہے اسے ٹال کے دکھاؤ۔پس اس رمضان کو اس پہلو سے ہم بھی فیصلہ کن بناتے ہیں تم بھی فیصلہ کن بنالو۔جو جھوٹ اور بکواس جتنی بھی تم کر سکتے ہو، کر رہے ہو اور جتنی گندہ ذہنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تم نے کی ہے اس دور میں، میرا خیال ہے انسانی تاریخ میں کبھی کسی نبی کے خلاف،کبھی خدا کے کسی بندے کے خلاف اس قسم کی بکواس کبھی نہیں ہوئی۔تم نے معاملات کو آخری حد تک پہنچا دیا ہے اور اس پہلو سے اللہ تمہیں مہلت بھی دے رہا ہے اور دے چکا ہے مگر تمہارے پکڑنے کے دن آئیں گے اور لازماً آئیں گے، یہ وہ تقدیر ہے جسے تم ٹال نہیں سکتے۔

میں آج اس جمعہ میں اعلان کرتا ہوں کہ لازماً تم پر ذلتوں کی مار پڑنے والی ہے۔اس تقدیر کو بدل کے دکھاؤ تب میں اس بات کو قابل قبول سمجھوں گا کہ تم سے مزید گفتگو کی جائے کسی بات پر۔ اب یہ سلسلے گفتگو کے کٹ چکے ہیں ان سب بے حیائیوں پر تم قائم ہو جن سے روکنے کے لئے تمہاری منتیں کیں۔تمہیں سمجھایا کہ بس کرو کافی ہوگئی ہے۔اپنے ساتھ ساری قوم کو تو برباد نہ کرو۔اب آوازیں اٹھ رہی ہیں جگہ جگہ سے کہ ملک ختم ہو گیا، ملک تباہ ہو گیا۔جو نگران حکومت آئی تھی وہ اب یہ اعلان کر رہی ہے کہ ہمارے بس میں تو بات ہی نہیں رہی۔احتساب کیسا ہم تو کچھ بھی نہیں کر سکتے،ساری قوم کا یہ حال ہے اور ان کو یہ کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے ملک کی بے عزتی کر دی ہے۔کہہ دیا کہ سارے بد دیانت ہیں۔

تو وہ ملک جس کی عزت جھوٹ سے وابستہ ہو جائے، یہ اعلان کرے اگر وزیر اعظم کہ سارے دیانتدار ہیں تو پھر مقابل کے سیاستدان ان کو معاف کریں گے ورنہ نہیں کریں گے کہ بدنام کرا دیا ہمیں۔ بدنام تو ہوئے بیٹھے ہو۔تمہیں پتا ہی نہیں لگا اب تک کہ تمہارا نام کیا ہے دنیا میں۔کیا تمہارا خیال ہے کہ اخباروں کے نمائندے یہ باتیں باہر پہنچا ہی نہیں رہے۔جو قصے چلتے ہیں آئے دن فلاں یہ کھا گیا، فلاں یہ کھا گیا، فلاں کا اتنا سونا پکڑا گیا، فلاں کی یہ گندگی پکڑی گئی اور آئے دن پاکستان کے اخبار جس بے حیائی سے بھرے ہوئے ہیں کہ یہ کردار ہے قوم کا تم سمجھتے ہو کہ دنیا کو پتہ ہی کچھ نہیں۔تم آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہو بے شک،مگر اگر کوئی تم میں سے یہ بہادری کرے کہ وہ کہہ

دے کہ ہاں یہ قوم ایسی ہو چکی ہے تو اس کے پیچھے پڑ جاتے ہو، کہتے ہو جھوٹ بولتا ہے یا جھوٹ نہیں بھی بولتا تو بتانے کی کیا ضرورت تھی ہم گویا چھپے بیٹھے تھے ہمیں بدنام کر دیا۔ کون سی بات ہے جو دنیا کو پتا نہیں ہے۔ سب کچھ پتہ ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ کے جھگڑے لگا بیٹھے ہو۔ وہ بات جس نے بھی کہی ہے، وزیر اعظم نے کہی ہے، بالکل درست ہے کہ اب ہم کس کس کا احتساب کریں۔ اوپر سے نیچے تک، آوے کا آوا بگڑا پڑا ہے۔ جب ہم نے چھان بین کر کے دیکھنا شروع کیا تو وہ کہتے ہیں میں تو اب بالکل اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ مقررہ مدت کے اندر یہی فیصلہ کر سکوں کہ کس کو لسٹ میں رکھنا ہے، کس کو نکالنا ہے، کہاں سے شروع کروں۔ چوٹی کے سیاستدانوں سے لے کر ان کے ادنیٰ کارکنوں تک سارے بددیانت ہیں۔ چپڑاسی سے لے کر اوپر کے سب سے بالا افسر تک ساروں کا یہی حال ہے تو انہوں نے تو ہتھیار ڈال دیئے ہیں کہ میں تو اب نہیں کچھ کر سکتا۔ ساری قوم ہے، اب قوم اپنا محاسبہ آپ ہی کرے میں کیا کر سکتا ہوں مزید۔ ٹھیک ہے وہ نہیں کر سکتے مگر یہ تو معلوم کر سکتے ہیں کہ اس قوم کو ہلاک کس نے کیا ہے۔ ملاں ہے جس نے اس قوم کو برباد کیا ہے اور جب تک یہ زہر تمہاری جڑوں میں بیٹھا ہوا ہے، تب تک تمہاری زندگی کی بقاء کا کوئی سامان نہیں ہو سکتا یعنی زندگی باقی رکھنے کا۔ اس لئے اس زہر کو پہلے نکالو۔ ہر خرابی کا ذمہ دار یہ ملاں ہے اور یہ چڑھا ہوا ہے اس بناء پر کہ احمدیوں کے خلاف جو کچھ یہ کہے تم اسے سینے سے لگائے رکھتے ہو اور اتنا ڈرایا ہے تمہیں کہ اگر احمدیت کے حق میں کوئی سچی بات تم کہو تو یہ تمہاری جان کھا جائے گا اور اسی خوف کی وجہ سے ان کو رفعت مل رہی ہے، عظمت مل رہی ہے جیسی بھی وہ رفعت اور عظمت ہو سکتی ہے۔ دراصل ذلت اور نکبت کا دوسرا نام ہے جو ان کی رفعتیں اور ان کی عظمتیں ہیں، اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ خدا کی نظر میں یہ رفعت محض ذلت اور نکبت ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ پس ملاں کی جان توڑنی ہے تو اس سے احمدیت کا لقمہ چھین لو پھر دیکھو اس کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے سوا اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ سارے پاکستان میں ایک گلی کی اصلاح کرنے کے قابل نہیں رہے۔ ہر موڑ پہ مسجدیں دکھائی دیں گی مگر مسجد کا ساتھی بھی دیانتدار نہیں بنا سکے۔ تو وزیر اعظم صاحب جب یہ اعلان کرتے ہیں کہ ساری قوم بددیانت ہو گئی ہے تو ملاں کے گریبان پہ کیوں نہیں ہاتھ ڈالتے۔ تم کیا کر رہے ہو بیٹھے ہوئے، تم نے جو قیامت مچا رکھی ہے کہ ہم اسلام کی حفاظت میں جانیں دے دیں گے،

عصمت رسالتؐ کے لئے ہم سب کچھ قربان کر دیں گے تو اسلام تو ذبح کر بیٹھے ہو۔ کس گلی میں تمہارا اسلام دکھائی دے رہا ہے۔ ساری قوم بد دیانت ہے۔ تم اور بھی کھا کھا کے موٹے ہوئے چلے جا رہے ہو اور یہ تمہاری اسلام کی محبت ہے۔ اسلام کا پیچھا چھوڑو اور ملک کا پیچھا چھوڑو۔

جو محضر نامہ پیش کیا گیا ہے ایک وزیر کے خلاف ایک جدوجہد کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ یہ پاکستان کے دشمن، اور آغاز ہی سے دشمن ہیں اور پاکستان بننے کے بعد بھی دشمن رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان کو پلیدستان لکھا کرتے تھے اور جب تک ان کا دخل نہیں ہوا پاکستان، پاکستان ہی رہا ہے اب پلیدستان بنا ہے۔ تو جو بدنامی کا موجب ہے اس کو پکڑتے نہیں اور جو حق کا اقرار کرتا ہے اس کے خلاف بول اٹھتے ہو۔ وہ لوگ جو الزام لگا رہے ہیں وزیر اعظم پر وہ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ پلیدستان بنا دیا گیا ہے اور اس مولوی نے پلیدستان بنایا ہے جو قائد اعظم کے خلاف پاکستان کے خلاف جدوجہد میں صف اول پہ تھا۔ اور احمدیت پہ جھوٹا الزام کہ احمدیت پاکستان کے خلاف تھی۔ کشمیر کی جدوجہد میں بھی لکھا گیا کہ احمدی اپنا دامن بچا گئے حالانکہ کشمیر کی جدوجہد کا آغاز ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ہوا ہے اور ان کے اپنے کشمیری سچے راہنما لکھنے والے لکھ چکے ہیں کتابوں میں کہ اس آزادی کی مہم کی باگ ڈور مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ہاتھ میں تھی۔ پہلی آزادی کی مہم کی باگ ڈور کس کے ہاتھ میں تھی۔ جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں۔ کس نے سپرد کی تھی۔ تمہارے چہیتے اقبال نے خود ریزولیوشن پیش کیا۔ ساری تاریخ کو مسخ کر کے ہر بات کا جھوٹ بنا دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ بحثوں کا سوال ہی نہیں۔ جس نے جھوٹ بولنا ہی بولنا ہے، جسے حیا کوئی نہیں ہے وہ بار بار بولتا ہے، مسلسل بولتا چلا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اب گفتگو کا کون سا سوال باقی رہ جاتا ہے۔

لیکن ہاں خدا کے حضور فریقین کو یہ التجا کرنی چاہئے کہ جو جھوٹا ہے اس پہ لعنت ڈال۔ پہلے مباہلے سے یہ اس طرح گریز کر گئے تھے کہ کہتے تھے کہ مباہلے کی شرطیں پوری نہیں ہو رہیں۔ کوئی کہتا تھا مکّے میں آؤ اور وہاں جا کر آمنے سامنے سارے اکٹھے ہوں۔ اب سارا عالم اسلام کیسے وہاں اکٹھا ہو جائے گا اور ساری جماعت احمدیہ وہاں کیسے اکٹھی ہو جائے گی۔ کس کس کو تم لاؤ گے۔ کون سا تمہارا اتفاق ہے۔ فضول لغو باتیں اور مکے کی سرزمین کا ہونا کیوں ضروری ہے۔ مباہلوں کے لئے تو کبھی بھی ایسی کسی ایک سرزمین کا انتخاب نہیں ہوا۔ وہ جو مباہلے کا چیلنج تھا وہ تو مدینے میں ہوا تھا ویسے بھی مکے

کے دور میں تو ہوا ہی نہیں تھا وہ مباہلہ ۔ نہ ان کو اسلام کی تاریخ کا پتہ، نہ شرائط کا کوئی علم ۔ اصل بات ہے لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ (آل عمران: 62) خدا کی لعنت پڑے جھوٹوں پر ۔ اس کے لئے کون سی سرزمین کی ضرورت ہے ۔

پس اس جمعہ پر میں ایک فیصلہ کن رمضان کی توقع رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کو تاکید کرتا ہوں کہ اس رمضان کو خاص طور پر ان دعاؤں کے لئے وقف کر دیں کہ اے اللہ اب ان کے اور ہمارے درمیان فیصلہ فرما کہ تو احکم الحاکمین ہے ۔ تجھ سے بہتر کوئی فیصلہ فرمانے والا نہیں اور چونکہ مباہلے کے نام سے ان کی جان نکلتی ہے اور کہتے ہیں کہ احمدی بھاگ رہے ہیں، بے وقوفی کی حد ہے ۔ مباہلے کا تو میں نے چیلنج دیا تھا ہم کیسے بھاگ رہے ہیں ۔ چیلنج میں نے دیا ہے اور بھاگ میں گیا ہوں ۔ وہ تو سب جگہ مشتہر پڑا ہوا ہے ۔ اسی چیلنج کی وجہ سے تو تم احمدیوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کرتے رہے، شور ڈال دیا کہ انہوں نے ہمیں مباہلے کا چیلنج دے دیا ہے اور پھر کہتے ہو کہ بھاگ گئے ۔ قبول کر لیتے، بھاگ کیسے سکتے تھے، ہم تو دے چکے تھے ۔ جس کی ترکش سے تیر نکل چکا ہو واپس کیسے لے سکتا تھا؟

اور پھر جب ضیاء نے بھی ہاں نہیں کی تو میں نے جمعہ میں اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے رات رؤیا میں ایسی خبر دی ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ کے عذاب کی چکی ہے وہ چل پڑی ہے اور یہ شخص اگر اس کو بے عزتی سمجھتا ہے کہ میں مرزا طاہر احمد کو جس کو میں نے عملاً ملک سے نکال باہر پھینکا ہے یعنی روکنے کے باوجود نکل گیا ہے یہ مراد ہے وہ کیا چیز ہے، اس کی حیثیت کیا ہے، میں اس کے چیلنج کا جواب کیوں دوں ۔ میں نے کہا اگر ان صاحب کی یہ سوچ ہے تو اس کا اعلان یہ بتا تا ہوں کہ یہ آئندہ بدزبانیوں سے باز آجائے اور احمدیت کے خلاف جو اقدامات کئے ہیں ان کی سنجیدگی سے پیروی نہ کرے ۔ اگر توبہ نہیں کرنی تو اتنا ہی کرے ۔ یہ غالباً چند جمعے پہلے اعلان کیا تھا کہ ایسا کر لے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مباہلے کی زد سے بچ جائے گا کیونکہ عملاً یہ اپنا سر خدا کے حضور خم کر دے گا کہ میری توبہ، میں اب ان باتوں میں مصر نہیں ہوں، ضد نہیں کرتا ۔ اب تاریخیں تو مجھے یاد نہیں رہیں مگر یہ مجھے علم ہے قطعی طور پر کہ ضیاء کی ہلاکت سے کچھ عرصہ پہلے میں نے یہ اعلان اسی مسجد میں کیا تھا، جمعہ میں کیا تھا لیکن اس کے بعد اس نے اپنے حالات نہیں بدلے بلکہ شرارت میں بڑھتا چلا گیا ۔

اس پر پھر وہ رات آئی جس میں مجھے خدا نے وہ چکی چلتی ہوئی بتائی اور میں نے پھر صبح دوسرے دن جمعہ تھا اس میں اعلان کیا کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی ہے، یہ خبر مل گئی ہے آخری فیصلہ کن کہ اب اس کے دن پورے ہو چکے ہیں۔ اب خدا کے عذاب کی چکی سے یہ شخص بچ نہیں سکتا اور اگلے جمعہ سے پہلے پہلے اس طرح یہ ہلاک ہوا ہے کہ ہمیشہ کے لئے عبرت کا نشان بن گیا ہے۔

پہلا فرعون تو ایسا تھا جس کی لاش عبرت کے لئے محفوظ کر دی گئی تھی۔ یہ اس دور کا فرعون ایسا ہے جس کی خاک بھی نہیں بچی۔ صرف مصنوعی دانتوں سے وہ پہچانا جاتا ہے اور وہی عبرت کا نشان بن گئے ہیں ہمیشہ کے لئے۔ تو ان مولویوں کی پھر بھی آنکھیں نہیں کھلیں اور یہ عجیب بات ہے، یہ ساری باتیں اکٹھی ہو گئی ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سال ایک بہت غیر معمولی سال ہے، پچھلا سال بھی اس لحاظ سے غیر معمولی تھا کہ پچھلے سال بھی رمضان سے پہلے میں نے جماعت کو تحریک کی تھی کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مولوی کی ذلتوں کے اب سامان شروع کرے اور اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا کی دعا خصوصیت سے یاد رکھیں اور اس رمضان میں یہ دعائیں بطور خاص توجہ اور الحاح سے کریں اور اس کے بعد وہ واقعات رونما ہوئے جن کے بعد مولوی کے سارے منصوبے دھرے رہ گئے اور اگر وہ انقلاب نہ آتا جس انقلاب کے نتیجے میں حکومت رفع دفع ہوئی تو ان مولویوں کے تو بہت عجیب ارادے تھے اور ان کا فوج میں ایسا اثر رسوخ ہو چکا تھا کہ فوجی انقلاب کے ذریعے یہ ملک پر قابض ہونا چاہتے تھے اور چونکہ وہ ایک خاص ٹولہ تھا جو اب بھی وہی ٹولہ ہے جو آگے آرہا ہے۔ اس لئے اگر وہ مولوی آ بھی جاتے تو دوسرے مولویوں نے اسے قبول نہیں کرنا تھا اور ملک کے عوام نے اسے قبول نہیں کرنا تھا۔ تو بہت بڑی تباہی سے اور خون خرابے سے جماعت کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔

تو ملک کے اصل محافظ اور ہمدرد تو ہم ہیں، تم کیا چیز ہو۔ تم تو پورا زور لگا رہے ہو کہ ملک برباد ہو جائے۔ یہ احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں جو اس ملک کو بار بار بچانے میں کام آتی ہیں۔ تو اس پہلو سے اب کی جو دعائیں ہیں اس میں یہ یاد رکھیں کہ ایک لیکھرام کو برباد کیا مگر یہ عقل والے لوگ نہیں ہیں۔ ایک فرعون تباہ ہوا لیکن پھر بھی انہوں نے عبرت نہ پکڑی۔ تو اے خدا اب ان سب فراعین کی صف لپیٹ دے جو مسلسل تکبر میں اور جھوٹ میں پہلے سے بڑھ بڑھ کر چھلانگیں لگا رہے ہیں اور ظلم اور

بے حیائی سے باز نہیں آ رہے۔ پس ہمارے لئے یہ سال یا اس سے اگلا سال ملا کر ان سب کو ایسا فیصلہ کن کر دے کہ یہ صدی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کی پوری ناکامی اور نامرادی کی صدی بن کر ڈوبے اور نئی صدی احمدیت کی نئی شان کا سورج لے کر ابھرے۔ یہ وہ دعائیں ہیں جو اس رمضان میں میں چاہتا ہوں کہ آپ بطور خاص کریں اور رمضان کے بعد بھی ہمیشہ ان دعاؤں کو اپنے پیش نظر رکھیں۔

لیکھرام کا میں نے ذکر کیا تھا۔ یہ عجیب ہے ایک اور اتفاق کہ لیکھرام بھی 1897ء میں ہی ہلاک ہو کر ایک عبرت کا نشان بنا تھا اور یہ 1997ء ہے جس میں ہم یہ بات کر رہے ہیں۔ یعنی 1897ء کا تکرار ہے۔ سو سال پہلے لیکھرام عبرت کا نشان بنا تھا اور آج سو سال کے بعد میں پھر لیکھراموں کی ہلاکت کے لئے آپ کو دعا کرنے کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور یہ کسی سوچی سمجھی تدبیر کے مطابق نہیں ہوا۔ مولویوں کے متعلق بھی مجھے یاد دہانی ربوہ سے آئی ہے اور اس وقت میرے ذہن میں ہرگز کوئی مضمون نہیں تھا کہ رمضان سے پہلے اپنے خطبے میں ان کا نام تک لوں لیکن لیکھرام کے متعلق گزشتہ جمعہ پر افتخار ایاز صاحب نے جو سوال و جواب کی مجلس میں میری مدد کر رہے تھے انہوں نے پوچھا لیکھرام کے متعلق کہ 1997ء آ گیا ہے جو 1897ء کے نشان کی یاد دلاتا ہے۔ تو میں نے کہا میں اگلے جمعہ پر اس کا تفصیلی جواب حوالے دے کر دوں گا لیکن بعد میں مجھے خیال آیا کہ اس سوال و جواب کی مجلس کا موقع نہیں یہ تو ساری دنیا کو یاد دلانے کی بات ہے کہ 1897ء میں لیکھرام ایک حیرت انگیز عبرت کا نشان بنا ہے۔ اس کی ساری تعلیاں جھوٹی نکلیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری باتیں سچی نکلیں۔ پس اس پہلو سے یہ سال ایک اور بھی نشان لے کر آیا ہے اور یہ ساری باتیں اکٹھی ہو کر اس سال کو غیر معمولی اہمیت دے رہی ہیں۔

اور مزید ایک آخری بات یہ کہ آتی دفعہ دفتر سے پرائیوٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے یاد دلایا کہ جو آپ نے پہلا مباہلے کا چیلنج دیا تھا وہ بھی Friday the 10th کو دیا تھا اور آج بھی Friday the 10th ہے۔ تو یہ عجیب بات ہے۔ یہ تمام امور وہ ہیں جو میری سوچ کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ یہ تقدیر الٰہی کی طرف سے ایسا ہوا ہے کہ ساری باتیں اکٹھی ہو گئیں۔ عام طور پہ کہتے ہیں اتفاقات ہوئے۔ میں اتفاقات کا نام نہیں لے رہا۔ یہ ساری باتیں تقدیر الٰہی سے اکٹھی ہوئیں اور مجھے یاد دلانے کے لئے کوئی ربوہ سے خط آیا، کوئی یہاں سے بات پیدا ہوئی اور کوئی گزشتہ جمعہ کو سوال

وجواب کی مجلس میں بات اٹھ گئی۔ تو ان سب باتوں نے مل کر اور آتی دفعہ منیر جاوید صاحب کا یہ کہنا کہ آپ کو شاید یاد نہیں وہ پہلا چیلنج بھی جمعہ ہی کے دن تھا، مجھے اس بات پر اب کامل یقین ہو گیا ہے کہ **انشاء اللہ یہ رمضان ہمارے لئے غیر معمولی برکتوں کا رمضان بن کر چڑھے گا اور اس کی دعائیں انشاء اللہ اس صدی کا احمدیت کے حق میں نیک انجام ظاہر کرنے میں بہت ہی غیر معمولی خدمت سرانجام دیں گی، یعنی دعائیں یہ خدمت کریں گی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور آسمان سے جو تقدیر وہ ظاہر فرمائے گا احمدیت کے غلبے اور نصرت کی تقدیر ہو گی اور جو وہ تقدیر ظاہر فرمائے گا احمدیوں کے دشمنوں کی ذلت اور نکبت اور ہلاکت کی تقدیر ہو گی۔ پس ہم نے جو کام کرنا ہے وہ دعائیں ہیں اور خدا تعالیٰ نے جو کام کرنا ہے وہ یہ ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دے کہ جب بھی وہ مجھے پکارتے ہیں فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ تو میں ان کے قریب ہوں۔** تو اللہ تعالیٰ کی قربت کا نشان بنائیں اور حقیقت میں لیکھرام کے نشان کا تعلق بھی قربت الٰہی کے ساتھ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو یہ سمجھا رہے تھے کہ تو خدا سے دور ہے اور میں قریب ہوں اور آنحضرت ﷺ کی شان میں تیری گستاخی مجھے کسی قیمت پہ برداشت نہیں ہے۔ آپؑ نے ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ انسان لرز اٹھتا ہے۔ فرماتے ہیں میں یہ برداشت کرسکتا ہوں کہ میرے بچے میرے سامنے ذبح کر دیئے جائیں۔ میرے عزیز ترین اقرباء اور پیارے میری آنکھوں کے سامنے ہلاک کر دیئے جائیں مگر محمدؐ رسول اللہ کی شان کے خلاف گستاخی میں برداشت نہیں کرسکتا۔

آج اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام کے لئے میرے دل میں وہی محبت کا جذبہ پیدا کیا ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اور یہی میری ہمیشہ سے دعائیں رہی ہیں کہ جس طرح آپؑ نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں آپؐ پر جھوٹے الزام لگانے والوں کے مقابل پر اپنی چھاتی آگے کی تھی، خدا مجھے بھی توفیق بخشے میں مسیح موعودؑ، محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام کے لئے اپنی چھاتی آگے کر دوں۔ جو تیر برسنے ہیں یہاں برسیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا گزند نہ پہنچے۔ پس اس جذبے کے ساتھ میں یہ تحریک کر رہا ہوں اور جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے دراصل یہ قربت کے نشان کی بات ہے۔ اگر ہم اللہ کے قریب ہیں تو وہ اپنا وعدہ ہمارے حق میں ضرور پورا کرے گا۔ اگر یہ مخالف اللہ سے دور ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو ضرور

لعنت کا نشانہ بنائے گا۔ یہ ایسا یقین ہے جو یقین کے آخری مقام تک پہنچا ہوا ہے۔ حق الیقین سے میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔

اب میں لیکھرام کے متعلق جو اس نے گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور کیسے وہ سلسلہ شروع ہوا، مختصراً یاد کرا دیتا ہوں کیونکہ اب ایک سے نہیں اب تو سینکڑوں لیکھراموں سے ہمارا واسطہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20 / فروری 1886ء کو بذریعہ اشتہار لیکھرام کو اطلاع دی کہ قضاء وقدر کے متعلق جناب الٰہی سے مجھے اطلاع ملی ہے تمہارے متعلق کہ تمہاری بدزبانی جو ہے یہ پکڑی جائے گی اب۔ اس لئے اگر تم اجازت دیتے ہو تو میں اس پیشگوئی کو شائع کروا دیتا ہوں۔ وہ اس پیشگوئی کے ظہور سے ڈرتے ہیں تو کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جائے گا۔ یہ اجازت نہیں یہ الفاظ ہیں کہ اگر وہ اس پیشگوئی کے ظہور سے ڈرتے ہیں تو پھر کسی کو مطلع نہیں کیا جائے گا۔ اگر ڈرتے نہیں، بے باک ہیں تو پھر میں سب کو مطلع کروں گا۔ اس پر پنڈت لیکھرام نے نہایت بے باکی سے ایک اشتہار کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک جوابی پیشگوئی کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو لیکھرام کے متعلق پیشگوئی کی وہ 1886ء میں نہیں بلکہ 1893ء میں کی ہے 1886ء میں اس کو متنبہ کیا، اس کو نصیحت کی کہ تم اس بدزبانی سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا بہت برا انجام دکھایا ہے لیکن جب وہ باز نہیں آیا تو پہلی پیشگوئی لیکھرام کے متعلق جو عذاب کی اور نکیر کی پیشگوئی تھی وہ بیس فروری 1893ء کو کی گئی ہے۔ 20 / فروری کو پہلا اشتہار ہے جس میں اس کو تنبیہہ کی گئی تھی اور وہ 20 / فروری 1886ء تھی جو پیشگوئی شائع ہوئی ہے۔ 20 فروری 1893ء کو شائع کی گئی ہے۔ اس میں چھ سال کے اندر اس پر عذاب نازل ہونے کی خبر تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1893ء ہی کو اشتہار شائع فرمایا جس میں رؤیا میں وہ شخص آپ کو دکھایا گیا اس کا ذکر کرتے ہیں جس کے خنجر سے لیکھرام نے ہلاک ہونا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1893ء میں برکات الدعاء میں سرسید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دعا کے منکر ہو میں دعا کا قائل ہوں میرے پاس آؤ دعا کا نتیجہ دیکھ لو۔ فرماتے ہیں **آ میری اس دعا کا نتیجہ دیکھ لے جس کے متعلق خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ قبول ہوگئی ہے یعنی لیکھرام کے متعلق دعا۔** پس سرسید کو مخاطب کرتے ہوئے بھی لیکھرام کے متعلق آپؑ نے اس دعا کا

ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کرامات الصادقین میں بھی وہ 1893ء ہی میں شائع ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تو ایک یوم عید دیکھے گا اور وہ دن عید کے دن سے بالکل ملا ہوا ہوگا۔ یہ ایک اور علامت لیکھرام کی ہلاکت کی اس کے دن کی تعیین کی ہوئی۔ پھر 15 / مارچ 1897ء کو آپ نے ایک اشتہار شائع فرمایا جب کہ یہ سارے واقعات ہو چکے تھے مگر اس کا ذکر یہاں غلطی سے اس موقع پر آ گیا ہے میں بعد میں بات کروں گا۔

چونکہ بہت سا وقت گزر چکا ہے اس لئے میں صرف مختصراً یہ آپ کو بتاتا ہوں کہ لیکھرام بھی مقابل پر مسلسل بدزبانی کرتا رہا اور آپؑ کی پیشگوئیوں کا مذاق اڑاتے ہوئے جوابی پیش گوئی کرتا رہا۔ 1886ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف لیکھرام کے مقابل پر اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر اس کی ہلاکت کی خبر نہیں دی بلکہ اپنے مبارک اور مصلح بیٹے کی پیدائش کی خوش خبری بھی دی اور یہ مقابلہ اس طرح شروع ہو کر ایک معین صورت اختیار کر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق پیشگوئیاں کیں کہ وہ بڑی شہرت اور برکت والا ہوگا، غیر معمولی ذہین ہوگا، زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور وہ وہ کام کرے گا قرآن کی خدمت میں۔ وہ ساری تفاصیل لیکھرام نے پیش نظر رکھتے ہوئے جواباً خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹے الہامات منسوب کرتے ہوئے ایک پیشگوئی شائع کی اور یہ جو جوابی پیش گوئی ہے اس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی کے ساتھ جو مقابلہ ہے یہ چونکہ تفصیل سے میں پہلے اپنی جو کتاب ہے ''سوانح فضل عمر'' اس میں لکھ چکا ہوں، اس لئے میں اس میں سے چند باتیں آپ کی یاددہانی کے لئے صرف پڑھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ یہ تھے **خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں**۔ 1886ء میں آغاز ہوا ہے لیکھرام سے مقابلے کا اور پیش گوئی بھی 1886ء میں ہوئی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو کہ **میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں**۔ مذاق کا نشانہ بناتے ہوئے وہ لکھتا ہے۔ **رحمت کا نہیں زحمت کا کہا ہوگا، آپ تو ہر بات کو الٹی سمجھتے ہیں اور ''ر'' اور ''ز'' میں امتیاز نہیں رکھتے**۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: **مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا**۔ لیکھرام کہتا ہے ''خدا اس سفر کو نہایت منحوس بتلاتا ہے، آپؑ نے شاید

لدھیانہ میں کوئی خبیث کنجر کی سرائے میں جیل خانہ کے متصل فروکش ہونے کو مبارک سمجھا۔‘‘ اس قسم کے بدتمیز اور بدخلق اور بے حیاء دشمن تھے۔

مجھے تو حیرت ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صبر پر کہ کس طرح ان لوگوں کے ساتھ مقابلہ کیا ہے اور ہر بات کا جواب دیا ہے اکیلے ہو کر۔ آج تو دفاتر کے دفاتر دنیا میں ہزار ہا احمدی دن رات میری تائید میں خدمت کرنے پر مامور ہوئے بیٹھے ہیں اور میں حیرت سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ مقام کو دیکھتا ہوں کہ کس طرح تن تنہا آپؑ نے تمام مشکلات کو عبور کرتے ہوئے اسلام کی خدمت کے سفر کو انجام تک پہنچایا ہے۔ ناقابل یقین شخص تھا۔ انسان کا تصور اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ اس بلندی تک دیکھ سکے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے حاصل کیا ہے۔ پس اندازہ کرو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام اور مرتبے کا کہ وہ کتنا بلند تر تھا جس کی خاک سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خمیر گوندھا گیا ہے اس کا اپنا وجود کتنا عظیم الشان ہوگا۔

تو میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدو جہد اور قربانیاں اور مسلسل ان تھک محنت اور پھر ایسے ایسے بدتمیزوں سے برابر کا مقابلہ کرتے چلے جانا۔ ورنہ آج کل یہ لوگ بولتے ہیں تو میرا دل نہیں چاہتا کہ ان کو منہ لگاؤں، ان کی بات کا، ان کا نام لینا بھی طبیعت پر دوبھر ہے، کراہت محسوس ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دل پر بڑے جبر کئے ہیں۔

سو قدرت اور رحمت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے’’ خدا کہتا ہے میں نے قہر کا نشان دیا ہے۔ رحمت کا نشان تو صرف کنجر کی سرائے تھی اور بس‘‘ یہ بے حیاء، ذلیل، رذیل انسان، جس کی زبان کا سب کچھ ماحصل یہ ہے جو وہ باتیں کر رہا ہے، ٹکر لے رہا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام سے۔ آپؑ نے فرمایا’’ اے مظفر تجھ پر سلام‘‘ یہ مجھے الہام ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے’’ اے منکر و مکار تجھ پر آلام‘‘ یہ اس کے مصنوعی خدا نے اس کو یہ الہام کیا جواباً۔

خدا نے کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں وہ موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ کہتا ہے’’ خدا کہتا ہے کہ میں جلد مصنوعی کو فی النار کروں گا اور قبر سے نکال کر جہنم میں ڈالوں گا۔‘‘ پھر مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے**

گا۔ایک ذکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا، وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہوگا۔ اس پر لیکھرام کی ہرزہ سرائی یہ ہے کہ ”خدا نے یہ فقرہ سن کر مسکرا کر فرمایا کہ تو اس فریب کو سمجھا۔عرض کیا کہ میں تو دو کوس کے فاصلے پر رہتا ہوں مجھے کیا معلوم کہ کیا واقعی لڑکا ہوگا۔“ اس طرز پر اس نے ہر بات کی تضحیک کی، ہر بات کو تمسخر اور بدزبانی کی چٹکیوں میں اڑانے کی کوشش کی۔آپؑ نے فرمایا: **وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔** کہتا ہے ”خدا نے بتایا وہ نہایت غبی اور کودن ہوگا۔“ **وہ دل کا حلیم ہوگا۔** کہتا ہے ”خدا کہتا ہے وہ نہایت غلیظ القلب ہوگا۔“ فرمایا: **علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔** لیکھرام کے تصور کے خدا نے اس کو یہ بتایا کہ ”وہ علوم صوری و معنوی سے قطعی طور پر محروم کیا جائے گا۔“

غرض یہ کہ اس بکواس میں بڑھتے بڑھتے آخر اس نے یہ پیش گوئی کی کہ آپ کہتے ہیں چھ سال میں میں ہلاک ہو جاؤں گا۔میری یہ پیشگوئی ہے جو مجھے خدا نے بتائی ہے کہ تین سال میں تیرا اور تیری ذریت کا نشان قادیان سے مٹا دیا جائے گا۔لوگ پوچھیں گے تو قادیان والوں کو خبر نہیں ہوگی کہ کون یہاں آیا تھا اور کون چلا گیا۔پس اس رنگ میں یہ پیش گوئی اپنے آخری منطقی نقطۂ عروج کو پہنچی۔اس سے سمجھ آتی ہے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے چھ سال کی مدت کا انذار فرمایا کیونکہ عین تین سال تک اپنی آنکھوں سے حضرت مصلح موعودؓ کو پلتا، پھولتا پھلتا ہوا دیکھنا اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا تھا کہ وہ دیکھ لے اپنی آنکھوں سے کہ جو وہ کہتا تھا یہاں تک اس نے کہا کہ جو پیدا ہوگا وہ کوئی لوتھڑا سا ہوگا اور وہ بھی چند دنوں کے اندر مر جائے گا اور فنا ہو جائے گا۔

تو یہ ساری باتیں لکھنے کے بعد جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھ سال کی ہلاکت کی پیش گوئی فرمائی ہے تو ان معنوں میں بالکل برمحل تھی کہ 1893ء میں حضرت مصلح موعودؓ چار سال کے ہو چکے تھے اور 1897ء میں آپ آٹھ سال کے ہو چکے تھے اور اس چار سال کے عرصے میں یا ساڑھے تین سال کے ہو گئے ہوں گے مزید۔تو سات آٹھ سال کے درمیان کا بچہ کھیلتا دوڑتا پھرتا ہوا اس نے اس قادیان میں دیکھا اور سنا جس کے متعلق وہ کہتا تھا کہ تین سال کے اندر اندر تیرا اور تیری ذریت کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا اور پھر جب وہ پیش گوئی پوری ہوئی ہے تو اس کی تفصیل یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں آپ سب لوگ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ عین عید کے ساتھ متصل دن کو ایک ایسا لڑکا جس کو خود اس نے اپنے گھر میں پناہ دی تھی اور وہ مسلمانوں میں سے آریہ بن کر اس کے

گھر میں رہا اس کی چھری سے وہ اسی طرح ہلاک کیا گیا جیسا کہ آپؑ نے رؤیا میں دیکھا تھا اور اس کے منہ سے اسی طرح بچھڑے کی سی آواز نکلی جو ہسپتال کے ڈاکٹروں نے ریکارڈ کی کہ اس طرح اس کے منہ سے آوازیں نکل رہی تھیں اور اس لڑکے کا نام ونشان نہیں ملا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔ تین منزلہ مکان کی چھت پر سے وہ چھلانگ لگا کر تو پرلی طرف جا نہیں سکتا تھا۔ جب اس کے خنجر گھونپنے پر اس کی چیخ نکلی ہے تو بیوی دوڑی اور اس نے شور مچا دیا۔ نیچے سارا بازار آریوں کا بازار تھا اور وہ سارا بازار منتظر تھا کہ دیکھیں کیا ہوا ہے۔ کچھ دوڑے فوراً سیڑھیوں کے اوپر چڑھ کے دیکھنے کے لئے کون ہے، کس نے ظلم کیا مگر اس کا کوئی نشان نہیں تھا نہ دیوار کے پرلی طرف نہ دیوار کے اس طرف۔ یہ جب نشان پورا ہوا ہے تو عجیب ایک اور نشان اس کے ساتھ اس طرح ظاہر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اتنے بغض وعناد کے باوجود کسی آریہ کو پرچہ لکھوانے کی بھی توفیق نہیں ملی کہ یہ اس کا کارنامہ ہے یا اس کی سازش کے نتیجے میں ایسا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے لکھا کہ یہ تو ضرور مرزا صاحب نے آدمی بھیجا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے مدلل جواب دیئے۔ فرمایا کہ اگر میں نے آدمی بھیجا ہوتا تو وہ غائب کہاں ہو گیا اس کو پکڑتے دکھاتے کہاں ہے وہ۔ کچھ تو پیش کرتے وہ کون شخص ہے۔ اس کا نام ونشان مٹ جائے دنیا سے اچانک، یعنی وجود کے طور پر وہ نظر ہی نہ پھر آئے یہ کیسے ہو سکتا ہے لیکن اس بغض وعناد کے باوجود کسی کو پرچہ لکھوانے کی توفیق ہی نہیں ملی۔

اور جنہوں نے اظہار کیا اس شک کا ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا یہ کہتے ہیں کہ میری سازش سے ایسا ہوا ہے تو میری طرف سے اعلان ہے کہ ان آریوں میں سے ایک بھی اگر ایسا شخص ہو جو خدا کی قسم کھا کر یہ کہے کہ مرزا صاحب کی سازش سے ایسا ہوا ہے وہ آدمی ان کا ہی بھیجا ہوا تھا، اور ایک سال کے اندر اندر وہ خود عبرت کا نشان بن کر ہلاک نہ ہو تو مجھ سے وہی سلوک کیا جائے جو قاتل سے سلوک کیا جاتا ہے۔ اب اتنے بڑے ہندوستان میں اتنی طاقتور ہندوؤں کی ایک شاخ جو آریہ سماج تھی، مقابل پر ایک آدمی کا بھی آگے نہ آنا یہ ایک مزید ہیبت کا نشان ہے جو اس قوم کے اوپر طاری ہو گئی تھی۔

پس ہمارا خدا وہی ہے جس نے پہلے فرعون کو ہلاک کیا اور دوسرے فرعون کو بھی ہلاک کیا۔ ہمارا خدا وہی ہے جو ہر لیکھرام سے نپٹنا جانتا ہے جس کے قہر کی چھری سے کسی لیکھرام کا اندرونہ بچ نہیں

سکتا۔ پس میں آپ سب کو ان دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور وہ اشتہار جو میری طرف سے، عالمگیر جماعت کی طرف سے ساری دنیا کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو دیا گیا تھا، یہ مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس میں ہر الزام کے جواب میں جو انہوں نے احمدیت پر لگایا میں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں **لعنة اللّٰه علی الکاذبین** تم بھی خدا کے نام پر قسم کھا کر یہ اعلان کرو کہ ہم سچے ہیں یہی احمدی ہیں، یہی ان کا عقیدہ ہے تو پھر دیکھو خدا تعالیٰ تم سے کیا سلوک کرتا ہے اور ہم سے کیا سلوک کرتا ہے۔

آج تقریباً دس سال ہو گئے ہیں 1988ء میں یہ اعلان کیا گیا تھا اور 1997ء آ گیا ہے۔ آج تو دسواں سال لگ چکا ہے غالباً اس لحاظ سے یا بہر حال دسویں سال کا آغاز ہونے والا ہے۔ یہ اعلان ہے جسے آج کے Friday the 10th پہ میں پھر دہرا دیتا ہوں، یہ میرے ہاتھ میں ہے۔ مولویوں کو خوب پہنچایا گیا ہے یہ۔ اب جو الزام انہوں نے شائع کئے ہیں وہ اللہ کی قسم کھا کر یہ اعلان کر دیں سارے ملک میں کہ ہم مباہلہ تو نہیں کرتے لیکن لعنت ڈالتے ہیں کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم پر لعنت ڈالے اور ہمیں برباد اور رسوا کر دے۔ اگر مولویوں میں ہمت ہے تو اس چیلنج کو قبول کریں۔ پھر دیکھیں خدا ان کا کیا حشر کرتا ہے۔ خدا کرے کہ ان کو یہ جہالت کی ہمت نصیب ہو جائے کہ جب وہ کثرت سے جھوٹ بول رہے ہیں تو یہ جھوٹ بھی بولیں اب اور خدا کی لعنت کو چیلنج کر کے پھر ان باتوں کا اعلان کریں۔ تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی رسوائی کو ظاہر و باہر کر دے گا اور حیرت انگیز عبرت کے نشان ایک نہیں بلکہ بارہا اور کئی دکھائے گا۔ تو آپ دعائیں کریں، میں بھی دعائیں کرتا ہوں اور ان کا بھی جو زور چلتا ہے وہ لگا لیں۔ دعائیں کریں جو مرضی کریں مگر جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم دعائیں بھی کرو، سجدوں میں بھی اپنے سر رگڑو تو تمہاری پیشانیاں رگڑی جائیں گی، تمہاری آنکھوں کے حلقے گل جائیں گے روتے روتے، تمہیں مخبوط الحواسی کے دورے پڑنے لگیں گے مگر خدا کی قسم میں جیتوں گا اور خدا میری تائید فرمائے گا اور تمہاری تائید میں کوئی نشان ظاہر نہیں کرے گا۔ یہ خلاصہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر کا۔ پس اسی کے ساتھ میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ آیئے اب ہم رمضان کی تیاری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان کی ہر طرح کی برکتیں عطا فرمائے۔ منفی نشانات ان لوگوں کے خلاف ظاہر ہوں اور مثبت نشانات جماعت احمدیہ کے حق میں ظاہر ہوں۔ آمین